دراست بازی کی سیدھی بات یہ ہے کہ اب تک پوری امت کا جو تعامل اور جس پر اس کا اجماع رہا ہے اس کو جوں کا توں باقی رکھا جائے۔ ورنہ فرض کیجیے ایک جماعت میں مختلف پچاس زبانیں رکھنے والے مسلمان شریک ہیں تو اب امام کس زبان میں قرآن کا ترجمہ سنائے؟ اور اگر سب زبانوں میں ترجمہ کرے تو کیوں کر؟

ہنگامہ ۱۸۵۷ء جس کو کانگریس کی تحریک آزادی کے زمانہ میں "پہلی جنگ آزادی" کا لقب دے دیا گیا تھا اس کی یادگار میں ۱۰ مئی ۱۹۵۷ء کو حکومت ہند کی وزارتِ تعلیم کی طرف سے بطرف تذکیر ایک بڑی اچھی اور ضخیم کتاب شائع ہوئی ہے۔ کتاب کے مصنف کے مشہور مورخ ڈاکٹر سریندرا ناتھ سین ہیں اور اس کا پیش لفظ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے۔ کتاب اور پیش لفظ دونوں معلومات اور بصیرت افروز ہیں۔ اس سو سال کی مدت میں اس موضوع پر ایسی بے لاگ۔ جامع اور محققانہ کتاب کوئی شائع نہیں ہوئی۔

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی شورش کو اگرچہ آج کل کی اصطلاح کے مطابق ایک منظم قومی تحریک نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی جابرانہ پالیسی اور غاصبانہ طرزِ عمل کی وجہ سے ملک میں ایک عام بے چینی پہلے سے موجود تھی۔ پھر آخر زمانہ میں کمپنی نے دو کام ایسے کئے جن کی وجہ سے دلوں میں مدت کی دبی ہوئی چنگاریاں یک بیک بھڑک اٹھیں اور انگریزوں کے خلاف نفرت اور ملک کو ان سے آزاد کرانے کا طوفان امنڈ پڑا اس وقت انگریزوں کے خلاف جو محاذ تھا وہ بالکل قومی تھا یعنی ہندو اور مسلمان دونوں ایک دوسرے کے برابر کے شریک تھے۔ کہیں کسی جگہ کسی امر میں ہندو مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اور سب کا مقصد بہادر شاہ ظفر کی صورت میں مغلیہ سلطنت کا دوبارہ قائم کرنا تھا جس کی عظمت اس ملک کے ہر شخص کے دل میں بلا اختلاف مذہب و ملت تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ جو لوگ اس تحریک کی قیادت کر رہے تھے ان کے باہمی اختلافات خود غرضیوں اور کوتاہ اندیشیوں کی وجہ سے یہ تحریک ناکامیاب رہی۔ بہرحال کتاب ہر صاحب ذوق کے مطالعہ کے لائق ہے۔